بسم اللہ الرحمن الرحیم
امام اعظم ابو حنیفہ
غوث اعظم
داتا گنج بخش
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
فرید الدین مسعود گنج شکر
محمد احمد رضا
فاضل بریلوی
محدث اعظم پاکستان
محمد سردار احمد
قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی
محمد حبیب الرحمن رضوی
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
امام اہلسنت اعلیٰ حضرت
قدس سرہ العزیز
محمد احمد رضا خاں
فاضل بریلوی
بفیضانِ نظر
جانشین شمس المشائخ، قائد ملت اسلامیہ،
پیر طریقت، رہبر شریعت
نبیرۂ محدث اعظم پاکستان
صاحبزادہ
ابو العلی
قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی
دامت برکاتہم القدسیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد
از قلم
حضرت علامہ مولانا ابو الحماد مفتی محمد محب النبی رضوی صاحب
مہتمم وصدر مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں
کمپوزنگ و پروف ریڈنگ
مولانا محمد صادق بشیر رضوی مدرس: جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم
تحریک اہلسنت پاکستان تحصیل جہانیاں

1

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت

محمد احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے پس منظر و پیش منظر کے ساتھ ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور پھر اقتدار پر قبضہ جمانے کے بعد، انہوں نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کیلئے قیامت خیز فتنہ سامانیوں اور بدترین شرانگیزوں کا آغاز کیا۔ مسلمانوں کی قوت ایمانی ان کے راستے کا سب سے بڑا پتھر تھی۔ پیہم تلاش و جستجو اور گہرے غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کے دینی اتحاد، طاقت و قوت اور جہاد کے جوش جنوں کا بنیادی سر رشتہ مدنی تاجدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار در بار سے ملتا ہے۔ ان کی دینی عظمت و شوکت اور ملی وقار عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر قائم ہے۔ ان کے ملی شیرازہ کو بکھیرنے اور دینی شوکت کو منہدم کرنے کا بس ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان کے دلوں سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ کو ختم کر دیا جائے۔

ع   وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدی اس کے بدن سے نکال دو

چنانچہ انگریز نے کچھ ایسے ضمیر فروش، نام نہاد مسلمانوں کو منتخب کیا جنہوں نے دینی لبادہ اوڑھ کر قرآن و سنت کی تعلیم کی آڑ میں کبھی جہاد کا نعرہ لگا کر، کبھی تقویت ایمان کا درس دیکر کبھی صراط مستقیم کی تبلیغ اور تجدید و احیائے دین کے نام پر لوگوں کے دلوں سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے کو ختم

کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کے مسلمہ عقائد ونظریات کو نشانہ بنا کر، انہیں کافر و مشرک قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی شان میں نازیبا کلمات کہے گئے۔ ان گندم نما جو فروشوں نے ابلیس کی جھولی سے نکال کر وہ نئے عقائد ونظریات پیش کیئے کہ الامان والحفیظ...تب اسی زمانے میں 10 شوال المکرّم 1272ھ بمطابق 14 جون 1856ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلّہ جسولی میں امام اہلسنت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ان فریب کاروں کے گھناؤنے عزائم کا پردہ چاک کر کے بروقت سیدھے سادے مسلمانوں کا تعلق مصطفیٰ کریم ﷺ کی ذات والا صفات سے مضبوط و مستحکم کر دیا۔

جیسا کہ استاذ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے شاگرد رشید مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ حضرت! آپ تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں لیکن آپ کو جتنی محبت وعقیدت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے ہے اور کسی سے نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی یاد، ان کے علم وفضل کا خطبہ آپ کی زندگی کیلئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محدث سورتی نے فرمایا کہ ''سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں جو میں نے مولوی اسحٰق صاحب محشی بخاری سے پائی، سب سے بڑی نعمت وہ بیعت نہیں ہے جو مجھے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل ہوئی بلکہ سب سے بڑی

دولت اور سب سے بڑی نعمت وہ ایمان ہے جس کو میں نے اعلیٰ حضرت سے پایا۔ میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔ اس لئے ان کے تذکرے سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ میں ان کے ایک ایک کلمے کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں

ع مرحبا احمد رضا مخدوم ما اہلسنت راامام باصفا

پاسبانِ سنت خیر الانام شاہکارش حفظ ایمان عوام

قدرت اورا بہر تجدید آفرید او مجدد بود در عہدِ جدید

دین زندہ شد ز تعلیمات او علم تابندہ شد ز تصنیفات او

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ اور سیرت مقدسہ کا خاکہ دیکھنا ہو تو اس آیہ کریمہ کے معانی ومطالب میں غور کر لینا کافی ہے جس سے آپ نے سال ولادت (1272ھ) کا استخراج فرمایا۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں: بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے۔ **اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ** (پ28۔المجادلہ:22) ترجمہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ اور اس کا صدر (یعنی آیت کا ابتدائی حصہ) ہے۔ **لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ** (پ28۔المجادلہ:22)

ترجمہ: نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ ورسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا انکے کنبے قبیلے ہی کیوں نہ ہوں ۔اسی کے متصل فرمایا: ''**اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ**'' بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا۔

ع اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں خدا ایک پر ہو تو ایک پر محمد

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ۔ بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا ، **لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**، دوسرے پر لکھا ہوگا **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی۔ رب العزۃ جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ پورا فرمائے۔ **وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**(پ28۔ المجادلہ:22)

ترجمہ: اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی

محبت میں بسر ہوا، حتیٰ کہ جب آپ آرام فرماتے تو اس طرح کہ لفظ اللہ
اور محمد کا نقشہ بن جاتا۔ علامہ بدرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے
خادم کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت 24 گھنٹے میں صرف ڈیڑھ، دو گھنٹے آرام
فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف و کتب بینی اور دیگر خدمات دینیہ میں
صرف فرماتے اور ہمیشہ بشکل نام اقدس محمد ﷺ سویا کرتے۔ اس
طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس
سے سر میم، کہنیاں ح، کمر میم، پاؤں دال بن کر گویا نام پاک محمد کا نقشہ
بن جاتا۔ (ﷺ) علامہ محمد صابر بستوی نے اس سلسلے میں یوں وضاحت
فرمائی کہ "جب آپ آرام فرماتے تو داہنی کروٹ اس طرح کہ دونوں
ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے۔ کبھی کبھی
خدام ہاتھ پاؤں دابنے بیٹھ جاتے اور عرض کرتے! حضور دن بھر کام
کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے، ذرا پائے مبارک دراز فرمالیں تو
ہم درد نکال دیں۔ اس کے جواب میں فرماتے کہ پاؤں تو قبر کے اندر
پھیلیں گے۔ ایک عرصہ تک آپ کے اس ہیئت پر آرام فرمانے کا مقصد
معلوم نہیں ہوا اور نہ آپ سے پوچھنے کی کوئی ہمت ہی کر سکا۔ آخر کار امام
اہلسنت قدس سرہٗ کے اس طرح سونے کا راز اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر
، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہر فرمایا کہ
سوتے وقت یہ فنافی الرسول اپنے جسم کو اس طرض ترکیب دے کر سوتے
ہیں کہ لفظ محمد بن جاتا ہے۔ اگر اسی حالت میں پیغام اجل آجائے تو زہے
نصیب، ورنہ دوسرا فائدہ تو حاصل وہ یہ کہ اس طرح سونے سے فائدہ یہ

ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور وہ اس طرح سونے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ سوتے وقت جب آپ دونوں ہاتھ ملا کر سر نیچے رکھتے تو انگلیوں کا انداز عجیب ہوتا۔ انگوٹھے کو انگشت شہادت کے وسط پر رکھتے اور باقی انگلیاں اپنی اصلی حالت پر رہتیں۔ اس طرح انگلیوں سے لفظ اللہ بن جاتا۔ گویا سوتے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اللہ اور جسم سے محمد لکھ کر سوتے، حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ان والہانہ اداؤں کے پیش نظر ہی تو کہا تھا کہ

ع نام خدا ہے ہاتھ میں ، نام نبی ہے ذات میں

مہر غلامی ہے پڑی ، لکھے ہوئے ہیں نام دو

آپ ساری زندگی تبلیغ دین، حقیقی اسلام کی اشاعت اور مدافعت، احیاء سنت اور بے دین اور گمراہ فرقوں کی تردید میں مصروف رہے ۔ بارگاہ رسالت کو نشانہ بنا کر جو تیر بھی چلایا گیا، اس پروانہ شمع رسالت نے سینہ سپر کر دیا۔ توہین رسالت کے لئے کہیں کوئی زبان حرکت میں آئی، اس فدائے مصطفیٰ ﷺ کا قلم برق خاطف بن کر اس پر گرا اور اسے بھسم کر کے رکھ دیا۔ کوئی فتنہ ہو، اس نے کہیں سر اٹھایا ہو، اس عاشق مصطفیٰ کا قلم اس پر صاعقہ بن کر گرا اور اسے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا۔ مخالفت کی آندھیاں اٹھیں، بہتان تراشیوں کے طوفان امڈے، عداوت کی بلا خیز موجیں ٹکراتی رہیں مگر مصطفیٰ کریم ﷺ کا یہ عاشق صادق بلا خوف لومۃ لائم سینہ سپر رہا۔ کسی موقع پر نہ اس میں لچک پیدا ہوئی اور

نہ پائے استقلال ڈگمگائے۔آپ ساری زندگی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کی آئینہ دار تھی

ع اِنَّ اَبِیۡ وَ وَالِدَتِیۡ وِ عِرۡضِیۡ
لِعِرۡضِ مُحَمَّدٍ مِّنۡکُمۡ وَقَاءٌ

ایک مرتبہ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ نے عرض کی: آپ بے دینوں کا رد اس شدت سے نہ کیا کریں تاکہ ہر شخص آپ کی تصنیفات کو دیکھ کر اس سے استفادہ کر سکے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور فرمایا: ''مولانا میں ان بے دینوں کا رد پوری شدت سے اس لئے کرتا ہوں کہ یہ لوگ دربار رسالت کی گستاخی کو بھول کر مجھے اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنالیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ مجھے کیا کہتے ہیں۔اتنی دیر تو میرے آقا و مولیٰ کی گستاخی سے باز رہیں گے۔

ع حب محبوب خدا، اسلام او دین او ایمان او پیغام او
ترجمان علم و عرفان رسول جاں فدائے عظمت و شان رسول

حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشداء علی الکفار کا ایسا مظہر تھے کہ آپ کا نام اور ذکر خیر اہل حق اور اہل باطل کے درمیان امتیاز کا کام دیتا ہے۔حضرت مولانا علامہ قادر بخش سہسرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! سنی اور وہابی کی پہچان کیا ہے؟ ایسی بات بتائیں جس کے ذریعے ہم لوگ بھی سنی اور وہابی کو پہچان سکیں۔کوئی بڑی علمی بات نہ ہو مولانا سہسرامی نے فرمایا کہ ایسا آسان، عمدہ اور کھرا قاعدہ

آپ لوگوں بتا دیتا ہوں کہ اس سے اچھا ملنا مشکل ہے۔ آپ لوگ جب کسی کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں کہ سنی ہے یا وہابی؟ تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرے کو بغور دیکھئے۔ اگر چہرے پر بشاشت اور خوشی کے آثار دکھائی پڑیں تو سمجھ لیجئے کہ سنی ہے اور چہرے پر پژمردگی اور کدورت دیکھئے تو سمجھ جائیے کہ وہابی ہے اور اگر وہابی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے۔ (کھرے اور کھوٹے کی پہچان کیلئے یہ قاعدہ آج بھی مسلم ہے تجربہ کر کے دیکھ لیں)

اسی نے دین کی تجدید کا جھنڈا اٹھایا تھا
نشان حقانیت کا جس کو مالک نے بنایا تھا
جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربی تیغ خدا تم ہو
اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر و غاتم ہو

ساری زندگی محبت رسول ﷺ سے سرشار رہنے اور درس وفا دینے کے صلہ میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے آپ کو جو انعامات اور فیوض و برکات حاصل ہوئے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جب آپ نے ۲۵ صفر المظفر 1340، بروز جمعۃ المبارک ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر وصال فرمایا تو کریم آقا ﷺ اپنے اس محبّ صادق کا بنفس نفیس انتظار فرما رہے تھے ادھر ۲۵ صفر المظفر کو جس وقت اعلی حضرت رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو رہے ہیں ادھر ایک شامی بزرگ ٹھیک اسی تاریخ کو بیت المقدس میں خواب دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حاضر دربار ہیں، مجلس پر سکوت طاری ہے، ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں **فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ** میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کس کا انتظار ہے؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد پتہ چلا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے۔ بریلی شریف پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس محبّ رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنی وفات سے ۴ ماہ ۲۲ دن پہلے اپنے وصال کی تاریخ (۱۳۴۰) اس آیہ کریمہ سے استخراج فرمائی۔ **وَيُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِاٰنِيَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّ اَكۡوَابٍ** (پ ۲۹، الدہر: ۱۵)

خدام چاندی کے برتن اور آب خورے لے کر (جنت میں) ان کے گرد گھوم رہے ہیں۔

ع

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

☆☆☆☆
☆☆☆